تجوید و قرأت کی فضیلت

مولانا قاری ہدایت اللہ خان ○

کسی بھی زبان اور لہجے کی خوب صورتی اُس کے حُسنِ ادائیگی سے ہوتی ہے۔ ہر زبان کا ایک الگ انداز ہوتا ہے اور اگر وہ زبان اُس لہجے اور انداز میں نہ بولی جائے تو اُس زبان کی لذّت کو محسوس نہیں کیا جاسکتا۔ بعض اوقات تو انداز و لہجے کی تبدیلی سے معنی بدل جاتے ہیں۔ یہی بلکہ اِس سے بھی زیادہ عجیب صورتِ حال عربی زبان کی ہے اور خاص طور پر قرآن کا معاملہ تو بالکل مختلف ہے۔ عربی زبان کی ادائیگی میں زبر، زیر، پیش کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے اور اسی طرح حروف کی صحیح ادائیگی بھی بہت ضروری ہے۔ رسولؐ اللہ کا طریقہ تھا کہ جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپؐ نازل شدہ آیات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یاد کرا دیتے تھے۔

روایات میں آیا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قرآن مجید پڑھ کے سناتے تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں قرآن مجید پڑھ کر سناؤں۔ انھوں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا نام لے کر مجھے فرمایا ہے۔ راوی نے کہا کہ حضرت اُبیؓ یہ سن کر (مارے خوشی کے) رونے لگے۔ (متفق علیہ)

حضرت اُبی بن کعبؓ کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا: صحابہؓ میں سب سے بڑے قاری

○ معلم دعوۃ اکیڈیمی، ریجنل دعوۃ سینٹر، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی (اسلام آباد)، کراچی

اُبی بن کعبؓ ہیں۔(ترمذی، ابن ماجه)

حضورؐ صحابہؓ کو نصیحت فرماتے تھے کہ 'جو شخص چاہتا ہے کہ قرآن اُس طرح پڑھے کہ جس طرح نازل ہوا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ 'ابن امّ عبد' (عبداللہ ابن مسعودؓ) کی طرح پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ قرآن چار شخصیتوں سے سیکھو: ۱-عبداللہ ابن مسعودؓ ۲-سالمؓ (مولیٰ ابو حذیفہؓ) ۳-ابی بن کعبؓ ۴-معاذ بن جبلؓ (متفق علیه)

تجوید کامعنٰی

تجوید لغوی معنوں میں 'تحسین الشئی' یعنی کسی چیز کی خوب صورتی یا عمدگی کو کہتے ہیں، اور جب یہ لفظ قرآن مجید کی تلاوت کے لیے بولا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اُس کے حسن کے مطابق کی جائے۔ ہم اردو زبان میں اس جیسے الفاظ کثرت سے استعمال کرتے ہیں، مثلاً جیّد، تجدید کرنا وغیرہ۔ اِن تمام الفاظ کا مطلب نیا کرنا، بہتر کرنا اور عمدہ کرنا ہوتا ہے۔ اِسی لیے حضورؐ نے فرمایا کہ زَیِّنُوا القرُآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ، ''اچھی آوازوں سے قرآن کو زینت دو''۔ بخاری، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور بیہقی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ دارمی کی ایک روایت میں زَیِّنُوا کی جگہ حَسِّنُوا کا لفظ آیا ہے۔

قرآن مجید کا یہ اعجاز ہے کہ جب انسان اِسے خوب صورت لہجے میں پڑھتا یا سنتا ہے تو اس پر عجیب ساسحر طاری ہو جاتا ہے اور اِس سلسلے کو موقوف کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ قرآن مجید کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھنا ضروری ہے۔ اِس لیے کہ جلدی پڑھنے میں اکثر انسان سے خطا ہو جاتی ہے۔ اِسی لیے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (المزمل ۷۳:۴) ''قرآن ٹھیر ٹھیر کے پڑھو''۔ ٹھیر ٹھیر کر پڑھنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جب تجوید کے قواعد کے مطابق انسان تلاوت کرتا ہے تو تلاوت کے دوران اُس کے معانی و مفاہیم بھی ذہن نشین کرتا ہے۔ تجوید کے قواعد بالخصوص 'غنہ' اور 'مد' تو ادا ہی ترتیل سے تلاوت کرنے میں ہوں گے۔ اگر جلدی جلدی پڑھیں گے تو یہ دو صفات قرآن مجید کی تلاوت سے خارج ہو جائیں گی اور اِس وجہ سے تلاوتِ قرآن کا حُسن باقی

نہیں رہے گا۔

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ جہاں اُس نے الفاظ کی حفاظت فرمائی اور آج تک تمام الفاظ من وعن اُسی طرح موجود ہیں کہ جس طرح نازل ہوئے، اِسی طرح اس نے الفاظِ قرآن کے لہجوں کو بھی محفوظ فرمایا۔ اِس سلسلے میں علماے اُمت کی قابل قدر کاوشیں ہیں۔ اِس لیے اہل عرب کو بالعموم اور غیر اہل عرب کو بالخصوص قرآنی رسم الخط اور تجوید کا علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ اِس لیے کہ اگر طریقہ قرأت معلوم نہ ہو تو جہاں وقف نہیں کرنا، وہاں وقف کریں گے اور جہاں رُکنا ہے، وہاں پڑھتے چلے جائیں گے اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ قرآن کا مطلب وہ نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہے، مثلاً اردو میں ہم کہتے ہیں کہ 'اُٹھو، مت بیٹھو'۔ اِس جملے میں اُٹھنے کا حکم دیا گیا ہے اور بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر کوئی اِس طرح پڑھے کہ جہاں وقف کرنا ہے وہاں وقف نہ کرے تو معنیٰ برعکس ہو جائے گا کہ ''اُٹھو مت، بیٹھو'۔ اِس جملے میں بیٹھنے کا حکم ہے اور کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ اِسی طرح قرآن مجید کی تلاوت میں بھی وقوف کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔

تجوید کی اہمیت

یہ علم ہمیں اِس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ حروف کو صحیح طریقے سے ان کے مقررہ مخارج سے ادا کیا جائے۔ اِس کا فائدہ یہ ہوگا کہ قرآن مجید کی تلاوت اُس کے حُسن کے مطابق ہوگی اور معانی و مفاہیم پر بھی کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ''قرآن اُسی طرح پڑھو جس طرح تمھیں سکھایا گیا ہے، یعنی قرآن مجید صحیح طریقے سے پڑھو کیونکہ تمھیں صحیح قرأت کی تعلیم دی گئی ہے۔ صحیح قرأت سے مراد قرآن مجید کو تجوید سے پڑھنا ہے کیونکہ قرآن اِسی طرح نازل ہوا ہے۔ اِس حدیث میں حضورؐ اُمت کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید صحیح طریقے سے پڑھو اور سب سے صحیح انداز تو وہی ہے جسے حضورؐ نے بیان فرمایا ہے۔

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: قرآن عرب کے لہجوں اور آوازوں میں پڑھو اور اپنے آپ کو عشقیہ نغموں اور اہل کتاب کے طریقوں سے بچاؤ۔ میرے بعد ایک قوم آئے گی جو قرآن کو بنا بنا کر پڑھے گی (یعنی نغموں کے انداز میں) اور گا گا کر جس طرح راگ اور

نوحے گائے جاتے ہیں، اور حالت یہ ہوگی کہ قرآن اُن کے حلق سے نہ اُترے گا (یعنی دل پر کوئی اثر نہ کرے گا یا وہ قبول نہیں کیا جائے گا)۔ اِن لوگوں کے دل فتنے میں پڑے ہوں گے اور اِن لوگوں کے دل بھی جن کو یہ گا گا کر پڑھنا اچھا معلوم ہوگا"۔(بیہقی، فی شعب الایمان)

اِس حدیث کا مدّعا بھی یہی ہے کہ غیر عرب مسلمانوں کے لیے سب سے بہتر طریقۂ تعلیم یہی ہے کہ وہ اہلِ عرب کی پیروی کریں اور اُس لہجے کی ادایگی اور طریقۂ تعلیم پر نگاہ رکھتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کریں۔ اِس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خود قرآن مجید اُنھی کے درمیان نازل ہوا، اِس لیے اہلِ زبان ہونے کی وجہ سے قرآنِ مجید کی تلاوت ان سے بہتر کوئی نہیں کرسکتا۔

اللہ تعالیٰ نے بھی مسلمانوں کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (البقرۃ ۲:۱۲۱) "وہ لوگ کہ جن کو ہم نے قرآن عطا کیا ہے وہ اِس کی تلاوت کرتے ہیں کہ جیسے تلاوت کرنے کا حق ہے"۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کا فرمان ہے کہ "تجوید حرفوں کا (اُن کے مخرج سے) ادا کرنا اور وقوف پر نگاہ رکھنا ہے"۔ حضرت علیؓ نے اِس قول میں دواُمور کی طرف توجہ دلائی کہ حروف کو مخارج سے ادا کریں کیونکہ اگر حروف مخارج سے ادا نہیں ہوں گے تو حروف ہی بدل جائیں گے، اور دوسری بات یہ کہ وقوف پر نگاہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں رکنا ہے وہاں رکیں، کیونکہ جہاں بات ختم ہورہی ہوتی ہے وہاں وقف کرنا ضروری ہوتا ہے۔

یہ بات بھی حق تلاوت میں شامل ہے کہ قرآن پاک پر عمل کیا جائے۔ جو لوگ قرآن پاک کو خوش الحانی اور تجوید کے ساتھ پڑھتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے وہ اس کی آیات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

دورانِ تلاوت غلطیوں کی چند مثالیں

چند مثالوں کے ذریعے ہم یہ بات سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اگر حروف مخارج سے ادا نہ ہوں تو کس قسم کی شدید غلطیاں ہم سے سرزد ہوسکتی ہیں۔(معاذاللّٰہ من ذٰلك)

○ سورۂ اخلاص میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ، "کہو وہ اللہ ایک ہے"۔ اب اگر یہاں 'ق' کی جگہ 'ک' پڑھیں تو جملہ ہوگا کُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ اور معنیٰ ہوگا "کھاؤ وہ

اللہ ایک ہے''۔ کیونکہ 'قُلْ' کا مطلب ہے 'کہو' اور 'کُلُ' کا مطلب ہے 'کھاؤ'۔ دونوں ہی امر کے صیغے ہیں لیکن ایک حرف کی تبدیلی سے پورا مطلب تبدیل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی جو مراد ہے وہ نہیں رہی۔

○ 'قلب' کا مطلب ہے 'دل'۔ اگر 'قلب' کی ادایگی میں 'ق' کی جگہ 'ک' ادا کر دیا تو لفظ 'کلب' ہو جائے گا اور 'کلب' کا مطلب ہے 'کتا'۔ یہاں پر بھی صرف ایک حرف کی تبدیلی سے پورا معنیٰ بدل گیا۔

○ ص کی جگہ س پڑھنا بھی شدید قسم کی غلطی ہے مثلاً: اِذَاجَآءَ نَصۡرُاللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ میں نصر کا مطلب ہے 'مدد' اور اگر نصر کی ادایگی میں 'ص' کی جگہ 'س' پڑھ دیا تو نسر ہو گیا جس کا مطلب ہے 'گدھ' (پرندہ)۔ یہاں ایک حرف کی تبدیلی سے پورا مطلب ہی تبدیل ہو جائے گا۔

○ خَلَقَ کا مطلب ہے 'پیدا کیا'۔ اگر 'خ' کی جگہ 'ح' پڑھ دیا یعنی حَلَقَ تو معنیٰ ہوں گے 'سر مونڈھنا'۔ اب یہاں غور کریں کہ ایک حرف کی تبدیلی سے کتنی بڑی تبدیلی واقع ہو سکتی ہے۔

○ زبر (َ) کی جگہ زیر (ِ) پڑھنے سے بھی معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اَلۡعٰلَمِیۡنَ کا مطلب ہے 'سارے جہاں'۔ اگر اَلۡعٰلَمِیۡنَ کی جگہ اَلۡعٰلِمِیۡنَ یعنی لام پر زبر کی جگہ زیر پڑھ دیا تو معنیٰ ہوگا 'علم والے'۔ سورۂ فاتحہ میں اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کی تلاوت میں اَلۡعٰلَمِیۡنَ کے لام کے نیچے زیر پڑھ دیا تو معنیٰ ہوں گے 'تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں کہ جو رب ہے علم والوں کا' (معاذاللہ)۔

○ زیر کی جگہ زبر لگا دیں' اِس سے بھی معنیٰ بدل جاتے ہیں' مثلاً دِیۡنٌ کا مطلب ہے 'نظامِ زندگی'، اگر یہاں 'دال' پر زبر لگا دیں تو وہ دَیۡنٌ ہو جائے گا اور مطلب ہوگا 'قرض'۔ اصل مدّعا، مطلب اور مراد وہ نہیں ہوں گے جو کہنے والا بیان کرنا چاہتا ہے۔

○ عین کی جگہ ہمزہ یا ہمزہ کی جگہ عین پڑھنے سے بھی معنی بدل جاتے ہیں' مثلاً عَلِیۡمٌ (علم والا)۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسما میں سے ہے۔ اگر یہاں 'عین' کی جگہ 'ہمزہ' لگا دیا تو یہ لفظ عَلِیۡمٌ کی جگہ اَلِیۡمٌ ہو جائے گا اور معنیٰ ہوگا (دردناک)۔ اِسی مثال کو برعکس بھی کر سکتے ہیں کہ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (دردناک عذاب) لکھا ہوا ہے اور وہاں پڑھ دیا عَذَابٌ عَلِیۡمٌ، تو معنیٰ ہوگا 'علم والا عذاب'۔

○ حروف متشابہات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ بہت سے حروف ایسے ہیں کہ جن کی آوازوں میں کافی مشابہت ہے۔ مثال کے طور پر 'ض' اور 'ظ' کی آواز میں کافی مشابہت ہے۔ اسی طرح 'ذ' اور 'ز' میں بھی کافی مشابہت ہے۔ اگر اِن چاروں حروف کی ادایگی میں احتیاط نہ کی جائے تو معنیٰ کس حد تک بدل جائے گا اِس کا اندازہ اِن مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے: ذَلَّ (وہ ذلیل ہوا)' زَلَّ (وہ پھسلا)' ظَلَّ (وہ گیا)' ضَلَّ (وہ گمراہ ہوا)۔ اِن مثالوں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر حروفِ متشابہات کی ادایگی میں احتیاط نہ کی جائے تو معنیٰ بدل جائے گا۔

تجوید کی ضرورت

مذکورہ بالا تمام مثالوں سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ قرآن مجید کو تجوید کے مطابق پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ اِس لیے جہاں ہم دنیا کے دیگر علوم حاصل کرتے ہیں اور اُس میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں' اگر ہم تھوڑا سا بھی وقت قرآن کو دیں تو قرآن ہماری زندگیاں بدل دے گا۔

اُستاد المجوّدین علّامہ جزریؒ علم تجوید کے ائمہ میں سے ایک امام ہیں اور اُن کی کتاب مقدّمة الجزری علم تجوید کے حوالے سے مستند کتاب ہے۔ حضرت علّامہ فرماتے ہیں کہ: علم تجوید کا حاصل کرنا واجب اور ضروری ہے۔ جو شخص قرآن تجوید کے قواعد کے مطابق نہ پڑھے وہ گناہ گار ہوگا۔ اِس لیے کہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے تجوید کے ساتھ نازل کیا ہے۔ اور اِسی شان سے اللہ تعالیٰ نے ہم تک پہنچایا ہے۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ: بے شک اللہ تعالیٰ یہ بات پسند فرماتے ہیں کہ قرآن اس طرح پڑھا جائے کہ جس طرح وہ نازل ہوا تھا۔ (رواہ ابن خزیمة فی الصّحیح)

اِس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کی تلاوت کو ناپسند فرماتے ہیں کہ جو غلط طریقے سے قرآن مجید کی تلاوت کرے اور حروف کے مخارج کا خیال نہ رکھے۔ قرآن اچھی آوازوں، بہترین ادایگی اور عمدہ قرأت کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ اِس لیے اُمّت کو بھی یہی حکم دیا کہ جس طرح قرآن مجید نازل ہوا ہے اُسی طرح پڑھو۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ: وہ ہم میں سے

نہیں ہے جو قرآن کو اچھی آوازوں سے نہ پڑھے۔ اِس حدیث کو امام بخاریؒ، امام ابوداوٗدؒ، امام دارمیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام بیہقیؒ نے اپنی کتب احادیث میں نقل کیا ہے۔ اِسی عنوان کی ایک اور حدیث ابن ماجہؒ نے اپنی سنن میں نقل کی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سائب کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن وقاصؓ ہمارے ہاں تشریف لائے، اُن کی بینائی ختم ہوچکی تھی' میں نے اُن کو سلام کیا۔ فرمایا: کون؟ میں نے بتایا' تو فرمایا: مرحبا بھتیجے! مجھے معلوم ہوا کہ تم خوش الحانی سے قرآن پڑھتے ہو۔ میں نے رسولؐ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ قرآن آخرت کی فکر لے کر اُترا ہے۔ اِس لیے جب تم تلاوت کرو تو (فکرِ آخرت سے) رُوو، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھو۔ جو قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے (یعنی قواعدِ تجوید کی رُو سے غلط پڑھے) تو وہ ہم میں سے نہیں''۔(سنن ابن ماجہ، باب فی حسن الصّوت بالقرآن، باب نمبر۱۷۶)

اِن دونوں احادیث میں ایک طرح سے سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ اچھی آوازوں سے قرآن مجید پڑھا کرو۔ اِن احادیث کا یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص کسی بڑے قاری کی طرح خوش الحانی سے قرآن مجید پڑھے یا یہ کہ صرف حسین آوازوں والے ہی تلاوت کریں اور جس کی آواز اچھی نہیں وہ تلاوت ہی نہ کرے' بلکہ مراد یہ ہے کہ اچھی آوازوں والے تو خوب صورتی سے تلاوت کریں گے ہی لیکن سادہ آواز والے بھی مشق اُسی نہج پر کریں تا کہ اُن کا انداز بہتر ہوسکے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر سادہ آواز میں صاف شفاف انداز سے تلاوت کی جارہی ہو تو سننے میں بہت لطف آتا ہے۔ خوش الحانی تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے لیکن اچھی طرح اور صاف لہجے میں تو ہر فرد پڑھ سکتا ہے۔ بس یہی مراد ہے کہ قرآن مجید بہتر انداز سے پڑھا جائے۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ ''بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ (غلط پڑھنے کی وجہ سے) قرآن اُن پر لعنت بھیجتا ہے''۔(بیہقی)

بہت سے لوگ خوش الحانی سے قرآن مجید پڑھنے کی کوشش میں تلاوت کی صحت کا خیال نہیں رکھتے اور حروف کے مخارج وصفات کو بھی مدِّنظر نہیں رکھتے۔ اِسی وجہ سے قرآن مجید کی تلاوت وہ نہیں ہوتی جو قرآن مجید میں لکھی ہوئی ہے، بلکہ وہ عجیب وغریب چیز بن جاتی ہے۔ مخارج کا خیال

رکھنا انتہائی ضروری ہے ورنہ حروف بدل جائیں گے اور خاص طور پر مشابہت والے حروف کا خیال رکھنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ 'ض' کی جگہ 'ظ' ادا ہو رہا ہو اور 'ص' کی جگہ 'س' پڑھا جا رہا ہو۔ اگر کوئی اپنی اصلاح نہیں کرے گا تو وہ صحیح تلاوت کبھی نہیں سیکھ سکتا اور ہمیشہ غلط طریقے سے قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہے گا۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ قرآن لعنت کرتا ہے اُن پر جو قرآن مجید غلط طریقے سے پڑھتے ہوں۔ اسی طرح تجوید اور صحت کے ساتھ پڑھنے والا اس پر عمل نہ کرے تو اس پر بھی قرآن پاک لعنت کرتا ہے۔

علمِ تجوید کا موضوع

علمِ تجوید کا بنیادی موضوع قرآن مجید کے الفاظ و حروف ہیں، تلفّظ اور ادایگی میں عمدگی اور بہتری کے اعتبار سے۔ اگرچہ یہی حروف تو عربی گرامر کا بھی موضوع ہیں لیکن وہ بناوٹ کے اعتبار سے ہیں کہ یہ لفظ کس طرح بنا اور کس طرح بنے گا اور اِس میں کون سا قاعدہ جاری ہوگا۔ علم تجوید حروف کی ادایگی اور صحیح تلفّظ کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے کہ یہ حرف ادا کس طرح ہوگا اور یہ کہ مشابہت والے حروف میں فرق و امتیاز کس طرح کیا جائے گا۔ قرآن مجید کو آہستہ آہستہ اور حروف و الفاظ پر غور کرتے ہوئے ٹھیر ٹھیر کے پڑھنے میں کتنا اَجر ہے، اِس کا اندازہ اِس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن پڑھنے والے مسلمان سے قیامت کے دن کہا جائے گا: پڑھتا جا (منازلِ جنت) چڑھتا جا۔ اور دنیا میں جس طرح ترتیل سے (ٹھیر ٹھیر کر) پڑھتا تھا اب بھی اُسی انداز میں پڑھ (تاکہ زیادہ منزلیں طے کر سکے) کیونکہ جنّت میں تیری آخری منزل وہی ہوگی جہاں تو آخری آیت ختم کرے گا''۔ اِس حدیث کو امام ترمذیؒ، امام ابوداؤدؒ، امام بیہقیؒ نے اپنی کتب احادیث میں نقل کیا ہے۔

اِس حدیثِ مذکور پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو تجوید سے پڑھنے والے کے لیے کتنا عظیم الشان اَجر رکھا ہے۔ اِس حدیث میں درحقیقت اللہ تعالیٰ مومنوں کو حکم فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید تجوید سے پڑھو۔ تجوید سے قرآن مجید پڑھنے سے جہاں اللہ کی رضا

حاصل ہوتی ہے اور جہاں قرآن مجید کی تلاوت کا حق ادا ہوتا ہے' وہاں خود قاری قرآن کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں اور جنّت میں بلند درجوں کے اہل لوگوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ یہ قرآن کا اعزاز ہے کہ اِس کے پڑھنے والوں کو اللہ تعالیٰ اتنا عظیم الشان اَجر عطا فرمائیں گے۔

خود حضوؐر کو اللہ تعالیٰ نے ترتیل سے قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقُرْاٰناً فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ (بنیؔ اسرائیل ۱۷:۱۰۶) ''اور اِس قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے تا کہ تم ٹھیر ٹھیر کر اِسے لوگوں کو سناؤ''۔ 'مکث' ٹھیرنے کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ اِس کا مقصد بھی وہی ہے جو ترتیل کا ہے کہ قرآن مجید آہستہ پڑھنے سے مراد غور وفکر سے تلاوت کرنا ہے۔ اگر ترتیل سے قرآن مجید نہیں پڑھیں گے تو بجائے ثواب کے گناہ لازم آئے گا۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا: ''ہر چیز کا ایک زیور ہے اور قرآن کا زیور خوش الحانی ہے''۔

یہاں زیور سے مراد 'حسن' ہے اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن کا حسن قرآن کو حسین آوازوں سے پڑھنا ہے۔ اِسی لیے تو حضوؐر نے فرمایا: ''خوب صورت آوازوں سے قرآن کو حُسن دو کیونکہ خوش الحانی سے قرآن کا حُسن دوبالا ہوجاتا ہے''۔ (دارمی)

قرآن مجید کو اچھی طرح اور صاف صاف پڑھنا چاہیے اور گنگنی آوازوں یا الفاظ کو بہت زیادہ کھینچنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ یہ قرآن کا معجزہ ہے کہ صرف قرأتِ قرآن مجید ہی بہت اثر رکھتی ہے اور سننے والا بے خود ہو کے سنتا ہی چلا جاتا ہے۔ اور جب اِسے توجہ سے سنا جائے تو یہ دل پر اَثر انداز ہوتا ہے اور دل کو انتہائی سکون واطمینان نصیب ہوتا ہے۔

خوش الحانی سے حضوؐر کی محبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ آپؐ خوش الحانی کو بہت پسند فرماتے تھے اور خوش الحان قاریوں کی تلاوت فرمائش کر کے سنتے تھے۔ حضوؐر کو خوش الحانی کتنی پسند تھی' اِس کا اندازہ اِن احادیث سے لگایا جاسکتا ہے:

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے اِن سے فرمایا: ''تجھے ال داؤد کے لحن

سے خوش الحانی کا ایک حصّہ عطا ہوا ہے" (متفق علیہ)۔ مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ رسولؐ اللہ نے اُن سے فرمایا: "اگر تم مجھے گذشتہ رات دیکھتے جب میں تمھارا قرآن سن رہا تھا (تو بہت خوش ہوتے)"۔ (مسلم)

روایات میں آتا ہے کہ نبی مہربانؐ صحابہؓ سے حسن الصّوت سے تلاوت سماعت فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے اِن سے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے تعجب سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں، اور آپؐ کو قرآن سناؤں؟ آپؐ پر تو قرآن نازل ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "مجھے دوسروں سے سننا اچھا لگتا ہے"۔ چنانچہ میں نے سورۂ نساء آپؐ کو سنائی اور جب میں اس آیت فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ ...... الخ پر پہنچا تو آپؐ نے فرمایا: بس کافی ہے۔ تب میں نے آپؐ کی طرف دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی گر رہے تھے۔ (متفق علیہ)

حضورؐ کی خوش الحانی

حضورؐ خود بھی نہایت خوش الحانی سے تلاوت فرماتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسولؐ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کسی آواز کی طرف اتنا متوجہ نہیں ہوتا جتنا نبیؐ کی خوش الحانی اور بلند آواز سے قرآن پڑھنے پر متوجہ ہوتا ہے"۔ (متفق علیہ)

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ "میں نے رسولؐ اللہ کو عشاء کی نماز میں والتِّین پڑھتے سنا (تو اُس وقت کی کیفیت بتا نہیں سکتا)۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے تو ایسی خوش الحانی کبھی نہیں سنی تھی"۔ (بخاری، باب قول النبیؐ)

اِن احادیث کا مقصد یہ ہے کہ حضورؐ کو اچھی آوازوں میں تلاوت سننا بہت پسند تھا اور آپؐ خود بھی انتہائی خوب صورت آواز میں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔ اس لیے قرآن مجید کو اچھی آواز اور اچھی ادائیگی سے پڑھنا چاہیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خوش نودی اور رضا کا باعث بھی ہوگی اور دنیا اور آخرت میں کامیابی کی ضمانت بھی ہوگی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسولؐ اللہ نے فرمایا: ''قرآن کو ٹھیر ٹھیر کر صاف صاف پڑھو اور اِس کے غرائب پر عمل کرو۔ غرائب سے مراد اوامر اور نواہی ہیں'' (مشکوٰۃ، باب فضائل القرآن، فصل الثالث بحوالہ بیہقی)۔ غرائب، یعنی حلال و حرام پر نظر رکھو، قرآن نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے اُنھیں حلال جانو اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے اُن کو حرام سمجھتے ہوئے بچو۔ اِس حدیث میں دو احکام دیے گئے ہیں: پہلا حکم قرآن مجید کو تجوید سے پڑھنے کا اور دوسرا حکم قرآن حکیم کو تفسیر سے پڑھنے کا دیا ہے۔

تجوید القرآن کے حوالے سے تقریباً ۱۰۰ سے زائد احادیث وارد ہیں۔ یہاں صرف تذکیر کے لیے چند بطور مثال پیش کی گئی ہیں۔

تجوید کے چند بنیادی اُصول

دیگر علوم کی طرح تجوید و قرأت کے بھی کچھ اُصول ہیں، اگر تلاوت میں اِن اُصولوں کو پیش نظر رکھا جائے تو تلاوت مزید بہتر ہو جائے گی:

۱- قرآن کریم کو اس کی اصل زبان عربی میں پڑھنا چاہیے، یعنی مجہول تلاوت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مجہول تلاوت کی مثال: بسم اللہ کو بَیْسْمِ اللّٰہ پڑھنا۔

۲- حرکات کو اتنا نہ کھینچنا کہ وہ حروف بن جائیں، کیونکہ زبر آدھا الف، زیر آدھی یا [ی] اور پیش آدھا واو ہوتا ہے۔

۳- پُر حروف (موٹی ادایگی والے) کو پُر اور باریک ادایگی والے حروف کو باریک پڑھنا۔ ایسا نہ کرنے سے بعض حالات میں حروف بدل جاتے ہیں یا پھر تلاوت کی خوب صورتی ختم ہو جاتی ہے۔

۴- حروف کو اُن کے مخارج سے ان کی صفات کے ساتھ ادا کرنا۔

۵- عیوبِ تلاوت سے احتراز کرنا۔ عیوبِ تلاوت سے مراد ایسے طرز سے تلاوت کرنا جو مکروہ یا حرام ہو، مثلاً: گانے کے طریقے پر پڑھنا، کلمے کے بیچ میں وقف کرنا اور بجاے پیچھے سے ملا کے پڑھنے کے آگے سے پڑھنا شروع کر دینا، مخفف کو مشدّد اور مشدّد کو مخفف پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

تجوید کا فائدہ

یہ علم ہمیں اِس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ حروف صحیح طریقے سے، مقررہ مخارج سے ادا کیے جائیں۔ اِس کا فائدہ یہ ہوگا کہ قرآن مجید کی تلاوت اُس کے حُسن کے مطابق ہوگی اور معانی ومفاہیم پر بھی کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اِس کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ انسان تلاوتِ قرآن مجید کے دوران ہر قسم کی غلطیوں سے محفوظ رہے گا۔ اِس کا تیسرا اور بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اِس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت میں کامیابی وکامرانی نصیب ہوگی۔ بہت سے لوگ تلاوت اِس زعم سے کرتے ہیں کہ وہ بہت اعلیٰ تلاوت کر رہے ہیں اور اُنھیں کسی کے پاس جاکر سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اکثر مشاہدے میں آیا ہے کہ جو لوگ بزعم خود یہ سمجھتے تھے کہ وہ صحیح تلاوت کر رہے ہیں، کافی اصلاح کے طالب تھے۔ لہٰذا آج ہی اللہ تعالیٰ سے عہد کریں کہ روزانہ ایک رکوع یا آخری پارے کی آخری سورتوں میں سے ایک سورت تجوید کے قواعد کے مطابق پڑھیں گے۔

اس تحریر کا واحد مقصد یہ ہے کہ مسلمان صحیح طریقے سے تلاوت کریں۔ آج کل تو یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ ہر محلّے میں قرآن کے قاری موجود ہیں، تجوید کے موضوع وقواعد پر لاتعداد کتابیں موجود ہیں اور اب تو تجوید کے قواعد سی ڈیز پر بھی دستیاب ہیں۔ لہٰذا صرف محنت کی ضرورت ہے اور انسان جب ہمت کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کے نیک ارادوں میں برکت عطا فرماتے ہیں۔ یہاں تو معاملہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے بندوں کے درمیان ہے، تو اندازہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کتنی رحمت فرمائیں گے اُس پر جو اُس کا کلام صحیح پڑھنے کی کوشش کرے گا۔ تجوید کے مطابق قرآن مجید پڑھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ روزانہ ایک مخرج کی مشق کریں اور جب تک اُس میں کمال حاصل نہ کرلیں دوسرے مخرج کو شروع نہ کریں۔ جب پہلا مخرج ذہن نشین ہوجائے اور اجرا صحیح ہو رہا ہو تو دوسرا مخرج شروع کریں اور مخارج کے بعد تلاوت کی صفات پر غور کریں اور اِس طرح تمام قواعد کو تلاوت کے دوران جاری کریں۔ آپ محسوس کریں گے کہ جلد ہی آپ بہترین انداز میں تلاوت کرسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تجوید سے قرآن مجید پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن کو پڑھنے، سمجھنے، عمل کرنے اور دوسروں تک اِس کی تعلیم پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین